کارڈز میں بیعِ صرف کی شرعی وفقہی حیثیت اور اس کی عملی تطبیق

امتیاز احمد کھوسو*

Abstract
Digital Cards in banking and non banking sector have been widely used and legally accepted in the world today. They are not only safe and secure for business transactions but also easy to use. This new phenomena has raised many questions for Muslim jurists and Islamic legal scholars as whether or not their transactions are sharīʿah compliant. This paper attempts to study this new phenomenon and analyze the juristic literature in order to explain the Islamic legal status of the utilization of these cards.
Keywords: Bay Sarf, Cards

کارڈز کے ذریعے معاملات کرنے میں"بیع صرف "کا تعلق بھی ہوتاہے، اسی بناء پرمندرجہ ذیل میں " بیع صرف" کے شرعی وفقہی احکامات کوبیان کیا جا رہاہے:

بیع صرف کی لغوی واصطلاحی معنی اور فقہا کی آرا

زیادتی اوراضا فہ ،پھیرنا ،خرچ کر نا ،کسی کو چھوڑنا اور کئی معنی میں استعمال ہو تا ہے ۔صرف کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس میں عام طور پر ارادہ زیادہ نفع کمانے کاہو تا ہے۔ اصطلاحاًتمام فقہاء کے ہاں صرف کا معنی مندرجہ ذیل بیان کیاجاتا ہے:

علامہ وہبۃ الزحیلیؒ بیع صرف کی تعریف مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ لکھتے ہیں :

هو بيع النقد بالنقد جنساً بجنس أو بغير جنس أ ى بيع الذهب بالذهب أو الفضة بالفضة أو الذهب بالفضة مصوغاً أو نقداً[1]

ترجمہ:نقد کو نقد کے عوض اتحاد مع الجنس اور خلاف جنس کے ساتھ یعنی سونے کو سونے کے عوض ،چاندی کو چاندی کے عوض ،سونے کو چاندی کے عوض اورسونے کے برتن کو سونے کے برتن کے عوض بیچنے کوبیع صرف کہا جاتا ہے ۔

علامہ علاؤالدینؒ السمرقندی "صرف" کی تعریف لکھتے ہیں :

الصرف اسم لبيع الذهب والفضة والتبر والمضروب والمصوغ فى ذلك سواء وكذلك الجنس وخلاف الجنس والمفرد والمجموع مع غيره يسمى هذا العقد صرفا لاختصاصه بالتقابض والصرف من يد إلى يد وحكمه حكم سائر الموزونات والمكيلات فى جريان ربا الفضل والنسا وذلك عند اتحاد الجنس والقدر...الخ[2].

---

* ریسرچ اسکالر، شعبہ علوم اسلامی، جامعہ کراچی

ترجمہ: صَرف اس بیع کو کہا جاتا ہے کہ جس میں سونے، چاندی، ڈھلی، ڈھلا ہوا سکہ اور اسی سے بنا ہوا برتن برابر سرابر ایک ہی جنس یا خلافِ جنس کو الگ الگ یا مجموعے کو غیر جنس کے ساتھ بیچنے کو صرف کہا جاتا ہے، لیکن قبضہ یداً بید اور ایک ہی مجلس میں ہو اس کا حکم بھی وہی ہے جو کہ تمام کیلی اور موزونی اشیاء کا حکم ہے ربا الفضل اور باسلنسیہ کے اجراء میں اور اس کے ساتھ جنس مع القدر ایک ہو۔

علامہ حصکفیؒ "صرف" کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

الصر ف هو لغة : الزيادة وشرعاً: بيع الثمن بالثمن أى ماخلق للثمنية ومنه المصوغ جنساً بجنس كذهب بفضة [3].

ترجمہ: شرعاً بیع صرف اس بیع کو کہا جاتا ہے کہ جس میں ثمن کا ثمن کے ساتھ بیع وشراء کی جائے یعنی جن کو خلقی طور پر ثمن کہا جاتا ہو اور ان ہی سے بنایا گیا برتن کا بھی یہی حکم ہے، چاہے جنس، جنس کے مقابلے ہو یا خلافِ جنس کے مقابلے ہو۔

علامہ کاسانیؒ "صرف" کی تعریف میں لکھتے ہیں:

قبض البدلين فى بيع الدين بالدين وهو عقد الصرف ....الخ فالصرف فى متعارف الشرع اسم لبيع الأثمان المطلقة بعضها ببعض وهو بيع الذهب بالذهب والفضة بالفضة وأحد الجنسين بالآخر فاحتمل تسمية هذا النوع من البيع صرفاً لمعنى الرد والنقل، يقال: صرفته عن كذا إلى كذا سمى صرفا لاختصاصه برد البدل ونقله من يد إلى يد، ويحتمل أن تكون التسمية لمعنى الفضل، إذ الصرف يذكر بمعنى الفضل، كما روى فى الحديث (من فعل كذا لا يقبل الله منه صرفا ولا عدلا) فالصرف الفضل وهو النافلة والعدل الفرض، سمى هذا العقد صرفاً لطلب التاجر الفضل منه عادة لما يرغب فى عين الذهب والفضة[4].

ترجمہ: دین کو دین کے عوض بیچنے کو بیع کہا جاتا ہے، شرعاً اثمانِ مطلقہ کے بعض کو بعض کے عوض بیچنے کا نام صَرف ہے۔ وہ ہے سونے کو سونے کے عوض، چاندی کو چاندی کے عوض ان میں سے ایک جنس کو دوسرے جنس کے مقابلے بیچنے کو بیع صرف کہا جاتا ہے۔ اس قسم کے بیع صرف کے نام رکھنے میں ردوبدل کے معنٰی کا احتمال ہے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ میں یہاں سے وہاں منتقل ہو گیا، اس لئے بیع صرف میں بھی ایک ثمن ایک آدمی کے ہاتھ سے نقل ہو کر دوسرے آدمی کے ہاتھ چلا جاتا ہے۔ صرف میں خرچ کرنے کے معنٰی میں بھی آتا ہے، جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے کہ جس شخص نے اس طرح کیا اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کے خرچ کرنے اور عدل کو قبول نہیں فرمائیں گے اور زیادتی کے معنٰی میں بھی استعمال ہوتا ہے اسی وجہ سے صرف کو صرف کہا جاتا ہے کہ اس میں بھی تاجر پیسے بڑھانے کی کوشش کرتا ہے۔

علامہ مرغینانی "صرف" کی تعریف لکھتے ہیں :

الصرف هو البيع إذا كان كل واحد من عوضيه من جنس الأثمان سمى به للحاجة إلى النقل فى بدليه من يد إلى يد- والصرف هو النقل والرد لغة، أو لأنه لا يطلب منه إلا الزيادة إذ لا ينتفع بعينه ، والصرف هو الزيادة لغة كذا قاله الخليل ومنه سميت العبادة النافلة صرفا- قال: فإن باع فضة بفضة أو ذهبا بذهب لايجوز إلامثلا بمثل وإن اختلفا فى الجودة والصياغة لقوله عليه الصلاة والسلام: "الذهب بالذهب مثلا بمثل وزنا بوزن يدا بيد والفضل ربا" الحديث- وقال عليه

الصلاة والسلام:"جيدها ورديئها سواء الخ". وغالب الغش ليس فی حكم الدراهم والدنانير فيصح بيعها بجنسها متفاضلاً والتبايع والاستقراض بما يروج عددا أو وزناً أبهما ولايتعين بالتعيين لكونها ثمنا[5].

ترجمہ: صرف اس بیع کو کہا جاتا ہے جس میں دونوں اطراف اثمان کی بیع ہو اور اس میں دونو ں بدلین ایک کے ہاتھ سے نکل کر دوسرے کے ہاتھ میں چلا جاتا ہے۔صرف لغتاً ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو نے کو کہا جا تا ہے ،یا یہ کہ اس بیع سے مقصد ہی زیادہ کمانا ہو تا ہے۔ لغتاً بھی صرف زیا دتی کو کہا جاتا ہے ،اسی سے علامہ خلیل نے نوافل کو صرف کہا۔فرمایا کہ آپ ﷺ کے اس فرمان کے مطابق سونے اور چاندی کو ایک دوسرے کے بیچنے کے سا تھ برابری اور ہاتھوں ہاتھ بیع ہونا ضروری ہے اور زیادتی اس صورت میں ربا ہو گا۔ عمدہ اور خستہ اس میں برابر ہیں۔"کھوٹ غالب ہو نے کی صورت میں یہ دراہم ودنانیر کے حکم سے نکل جائیں گے ،تو اس صورت میں زیادتی کے ساتھ بیع کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے عرف کے حساب سے بیع و شراء اور عدد وزن کے حساب سے قرض کے معاملہ میں بھی کوئی حرج نہیں ہے اور یہ اثمان ہو نے کی وجہ سے متعین بالتعیین نہیں ہو سکتے۔

علامہ ابن نجیم نے "صرف "کی تعریف یہ کی ہے:

الصرف فی الدراهم فضل بعضه على بعض فی القيمة وكذلک صرف الكلام، وأما الصرف فی الحديث "لايقبل الله صرفا ولا عدلا" فالصرف التوبة والعدل الفدية أو هو النافلة والعدل الفريضة أو بالعكس أو الوزن والعدل والكيل أو الاكتساب والعدل الفدية أو لحيل- وفی الصحاح يقال صرفت الدراهم بالدنانير وبين الدرهمين صرف أی فضل لجودة فضة أحدهما على الآخر- والثانی: فی معناه الشريعة: وقد أفاد بقوله "هو بيع بعض الأثمان ببعض" كالذهب والفضة إذا بيع أحدهما بالآخر أی بيع ما من جنس الأثمان بعضها ببعض- ولا يتعين بالتعيين لكونها أثماناً يعنی ما دامت تروج، لأنها بالاصطلاح صارت أثماناً فما دام ذلک الاصطلاح موجوداً لا تبطل الثمنية لقيام المقتضی[6].

ترجمہ: دراہم کو دراہم کے عوض زیادتی کے ساتھ بیچنے کو صرف کہا جاتا ہے ، صرف توبہ کے معنی میں بھی استعمال ہو تا ہے زیادہ کے معنی میں بھی آتا ہے الخ۔لوگوں کی عرفِ عام کیوجہ سے انہیں اثمان کہا گیا ہے جب تک یہ عرف باقی رہے گا۔ انکی ثمنیت پر بھی کوئی اثر نہیں پڑیگا، اسی وجہ سے یہ متعین کرنے سے متعین نہیں ہو تے ہیں مذکو رہ عرف ہی انکا مقتضی ہے ۔

مفتی تقی عثمانی صاحب "فقہ البیوع" میں "بیع صرف" کی تعریف لکھتے ہیں:

"الصرف" اسم لبيع الأثمان المطلقة بعضها ببعض، وهو بيع الذهب بالذهب والفضة بالفضة وأحد الجنسين بالآخر[7].

ترجمہ:مطلق اثمان کو آپس میں بیچنا اور وہ ہے سونے کو سونے کے ساتھ بیچنا ،چاندی کو چاندی کے ساتھ بیچنا اور ان میں سے ایک جنس کو دوسرے کے ساتھ بیچنے کانام صرف ہے۔

حنفیہ کے نزدیک صرف کہا جاتا ہے ثمن کو ثمن کے عوض بیچنا اور اس ثمن سے مراد سونا اور چاندی ہے۔لیکن حضراتِ شافعیہ

اور حنابلہ نے صرف کی تعریف نقد سے کیا ہے کہ نقد کو نقد کے عوض بیچنا اور انکے ہاں بھی نقد سے مراد سونا اور چاندی ہے۔ مذکورہ بالا ابحاث سے معلوم ہوا کہ ائمہ ثلاثہ کے ہاں عقدِصرف کے احکام صرف ثمن خلقی میں لاگو ہونگے ۔وہ سونا اور چاندی ہی ہے ،لیکن ان میں کھوٹ غالب ہو تو یا دونوں طرف سے رائج الوقت نقد فلوسہ ہوں تو ان میں عقدِصرف کے احکام جاری نہیں ہونگے۔

سوائے امام مالک کے ہاں عقدِصرف کیلئے تین اصطلاحات استعمال کی جاتی ہیں،مراطلہ ،مبادلہ اور صرف۔صرف کی تعریف توگذرچکی ہے،مبادلہ رائج سکوں کاآپس میں تبادلہ کو کہا جاتا ہے۔مراطلہ کااطلاق، ثمن خلقی پر کیا جا تا ہے کہ ان کو آپس میں تول کر بیچا جائے یعنی سونے کو سونے کے ساتھ اور چاندی کو چاندی کے ساتھ اس شرط کے ساتھ کہ جنس ایک ہو۔

شافعیہ اور حنابلہ کے مسلک کی تائید صاحبِ مغنی المحتاج کے مندرجہ ذیل عبارت سے ہوتی ہے:

هو بيع النقد بالنقد من جنسه وغيره [8].

ترجمہ: بیع صرف ثمن کو ثمن کے عوض اتحادِ جنس کے ساتھ بیچنے کو کہا جاتا ہے ۔

بیع صرف کی شرائط اور ائمہ مذاہب

ڈاکٹر وہبۃ الزحیلی فرماتے ہیں "بیع صرف" میں بنیادی چار شرائط ہیں:

۱۔پہلی شرط تقابض فی المجلس

التقابض قبل الافتراق بالأبدان بين المتعاقدين يشترط فى عقد الصرف قبض البدلين جميعاً قبل مفارقة أحد المتصارفين للآخر افتراقاً بالأبدان، منعاً من الوقوع فى ربا النسيئة ولقوله صلي الله عليه وسلم: الذهب بالذهب مثلاً بمثل يداً بيدٍ والفضة بالفضة مثلاً بمثلٍ يداً بيدٍ وقوله صلي الله عليه وسلم: لا تبيعوا نهما غائباً بناجزٍ فإن افترق المتعاقدان قبل قبض العوضين أو أحدهما فسد العقد عند الحنفية وبطل عند غيرهم لفوا ت شرط القبض ولئلا يصير العقد بيعاً للكالئ بالكالئ أى الدين بالدين فيحصل بالربا وهو الفضل فى أحد العوضين والتقابض شرط سواء اتحد الجنس أو اختلف [9].

ترجمہ :مجلس عقد کے ختم ہو نے سے پہلے پہلے بیع صرف میں بدلین میں سے کسی ایک بدل پر قبضہ کرنا ضروری ہے، تاکہ ربا النسیئۃ لازم نہ آ ئے ۔آپ ﷺ کے اس ارشاد کی وجہ سے ’’کہ جب سونے کی بیع سونے کیساتھ اور چاندی کی بیع چاندی کے ساتھ کی جائے تو برابر سرابر اور ہاتھوں ہاتھ کی جائے۔ اور آپ ﷺ کے اس مبارک ارشاد کی وجہ سے بھی کہ" ان دونوں میں سے کسی بھی ایک حاضر کی بیع غائب سے نہ کی جائے‘‘۔اگر متعاقدین عوضین پر یا ان میں سے کسی ایک پر قبضہ کئے بغیر جدا ہو گئے، تو بیع حنفیہ کے ہاں فاسد اور دوسروں کے ہاں قبضہ کی شرط نہ پائے جانے کیو جہ سے باطل ہو جائے گی ،تا کہ دین کی بیع دین کے ساتھ لازم نہ آ ئے ۔اور قبضہ اتحادِ جنس اور اختلافِ جنس دونوں صورتوں میں شرط ہے۔

علامہ ابو الحسن السغدی الحنفی لکھتے ہیں:

فأما إذا كان الجنسان مختلفين كالذهب بالفضة والفضة بالذهب فلا تجوز فيه ثلاثة أشياء: ١-النسيئة ٢-والخيار ٣-والافتراق قبل القبض. وأما إذا كان أحدهما أكثر من الآخر جاز ذلک وسواء أكان مع أحدهما عرضا ولم يكن[10].

ترجمہ: جب تبادلہ مختلف الاجناس سے ہو ،جیسا کہ سونے کا تبادلہ چاندی سے کیا جائے اور چاندی کا تبادلہ سونے سے کیا جائے تو اس میں تین اشیا ناجائز ہیں ١- ادھار جائز نہیں ہے -٢-خیار جائز نہیں ہے-٣- احدالبدلین پر قبضہ کر نے سے پہلے جدا ہو نا جائز نہیں ہے -

٢-دوسری شرط اتحاد جنس

التماثل عند اتحاد الجنس: إذا بيع الجنس بالجنس كفضة بفضة أو ذهب بذهب فلا يجوز إلا مثلاً بمثل وزناً وإن اختلفا فى الجودة والصياغة بأن يكون أحدهما أجود من الآخر أو أحسن صياغة لقوله صلي الله عليه وسلم فى الحديث السابق: الذهب بالذهب مثلاً بمثل أى يباع الذهب بالذهب مثلا مثل فى القدر، لا فى الصفة، للقاعدة الشرعية: جيدها ورديئها سواء[11].

خلاصہ: اتحادِ جنس میں برابری ضروری ہے چاہے چاندی ہو یا سونا ،لیکن عمدہ اور ادنی کا اس میں کوئی فرق نہیں ہے سب برابر ہے۔ اس حدیث کی وجہ سے جس کی تشریح گذر چکی ہے۔

علامہ ابو الحسن السغدی الحنفی لکھتے ہیں :

فأما إذا كان الجنسان متفقين مثل الذهب بالذهب والفضة بالفضة فإن ذلک أيضا على وجهين: أحدهما أن يكون الجنس بالجنس من غير أن يكون مع أحد الجنسين عرض مثل الذهب بالذهب والفضة بالفضة مفردين فإنه لا يجوز فيه خمسة أشياء: ١-التفاضل ٢-والنسيئة ٣-والخيار ٤-والجهالة ٥-والافتراق قبل القبض والجهالة أن لا يعلما أيهما أكثر. وإذا كانَ مع أحد الجنسين عرض مثل الخاتم فيه فضة ....فإذا اشترى خاتما فيه فضة فإنه لَايجوز فى ذلک ستة أشياء: أحدهما أن تكون الفضة أقل من فضة الخاتم. والثانى أن تكون مثل فضة الخاتم لأن الفضة يكون فيه ربا.والثالث الجهالة أن لا يعلم أ فضة الخاتم أكثر أم الفضة الأخرى. والرابع الخيار فيه لا يجوز. والخامس النسيئة فيه لا تجوز. والسادس الافتراق قبل الافتراق لا يجوز[12].

ترجمہ: اگرتبادلہ ایک جنس کے ساتھ ہے تو اس میں پانچ اشیاء ناجائز ہیں (١)تفاضل جائز نہیں ہے۔ (٢)ادھار جا ئز نہیں ہے۔(٣) کوئی خیار جائز نہیں ہے۔(٤) کسی بھی قسم کی جہالت جائز نہیں ہے ۔(٥)اتحاد جنس کے ساتھ تبادلے کے وقت احد البدلین پر قبضہ کرنے سے پہلے الگ ہو نا جا ئز نہیں ہے۔اور اگر تبادلہ کے وقت دو اجناس میں سے ایک جنس عرض یعنی سامان ہو تو مثلاً کسی نے چاندی خریدی اور اس پیں نگینہ بھی ہے تو اس میں چھ اشیاء ناجائز ہیں،ا۔انگو ٹھی کی چاندی سے اصل چاندی کا وزن میں کم ہو نا ۔٢۔انگو ٹھی کی چاندی برابر ہو ،کیونکہ نگینہ اس میں زیادہ ہے۔٣۔ جہالت ناجائز ہے کیونکہ معلوم نہیں انگو ٹھی کی چاندی زیادہ ہے یا دوسری چاندی زیادہ ہے۔ ٤۔ خیار جا ئز نہیں ہے۔٥۔ادھار جائز نہیں ہے۔٦۔ قبضہ کرنے سے پہلے جدا ہونا جا ئز نہیں۔

٣۔تیسری شرط: خیارِ شرط نہ ہو

أن يكون العقد باتا أو ألا يكون فيه خيار شرط: لا يجوز فى عقد الصرف اشتراط الخيار لكل من المتعاقدين أو لأحدهما، لأن القبض فى هذا العقد شرط وخيار الشرط يمنع ثبو ت الملک أو تمامه الخ والخيار يخل بالقبض المشروط: وهو القبض الذى يحصل به التعيين، فلو شرط هذا لخيار فسد العقد- ولو أسقط صاحب الخيار خياره فى المجلس ثم افترق المتعاقدان عن تقابض ينقلب العقد إلى الجواز خلا فا لزفر، فاذا بقى حتى افترقا تقرر الفساد- هذا بخلاف خيار الرؤية والعيب، فان كلاً منهما لا يمنع ثبوت الملک فى المبيع، فلا يمنع تمام القبض، فلو افترق العاقدان، و فى الصرف خيا ر عيب أو رؤية جاز إلا أنه لا يجوز فى بيع النقد وسائر الديون خيار رؤية لأن العقد ينعقد على مثلها لاعينها [13].

ترجمہ: خیارِ شرط عقدِصرف میں اسلئے جائز نہیں کہ یہ شرط قبضہ میں مخل بنتا ہے،بخلاف خیارِ عیب اور خیارِ رؤیت کے یہ دونوں مبیع میں ثبوتِ ملک اور قبضہ کے تام ہو نے میں مخل نہیں بنتے ہیں۔ اگر متعاقدان خیار عیب اور خیارِ رؤیت بیع صرف میں لیکر اور عوضین پر قبضہ کئے بغیر جدا ہو گئے تو یہ جائز ہے ،لیکن نقد کو بیچنے اور تمام دیون میں خیارِ رؤیت جائز نہیں ہے کیو نکہ ان میں بیع مثل پر منعقد ہوتی ہے نہ کہ عین پر ۔

٤۔چوتھی شرط: ادھار نہ ہو

التنجيز فى العقد أو أن لا يكون فيه أجل: يشترط أن يكون عقدا لصرف خالياً عن الأجل لكل من المتعاقدين أو لأحدهما وإلا فسد الصرف لأن قبض البدلين مستحق قبل الافتراق، والأجل يؤخر القبض فيفسد العقد فإن أبطل صاحب الأجل أجله قبل الافتراق ونفذ ما عليه ثم افترقا عن تقابض ينقلب العقد جائزاً [14].

ترجمہ: متعاقدین کی جانب سے اس میں کسی بھی قسم کی تأجیل کی شرط لگائی نہ گئی ہو،ورنہ عقدِ صرف باطل ہوجائیگا،کیونکہ بدلین پر قبضہ دونوں کے جدا ہو نے سے پہلے لازمی ہے اور تأجیل قبضہ کو مؤخر کردیتی ہے۔اگر تأجیل متعین کرنے والے نے علیحد گی اختیار کر نے سے پہلے تأجیل کی شرط ختم کردی، تو یہ عقدجواز میں تبدیل ہوجائیگی۔

احادیث سے صرف کی شرائط کااثبات

اگر قبضہ ایک جانب سے ہو تو مساوات اور برابری کی قید مفقود ہو جائےگی ،جیساکہ مندرجہ ذیل احادیث سے یہ بات ثابت ہے اور ،جس طرح علامہ علی احمد آلوس بھی اپنی کتاب میں اس بار ے میں لکھتے ہیں:

فمنها قبض البدلين قبل الافتراق لقوله عليه السلام فى الحديث المشهور عن عبادة بن الصامت رضى الله عنه عن الرسول صلي الله عليه وسلم أنه قال: الذهب بالذهب والفضة بالفضة والبر بالبر والشعير بالشعير والتمر بالتمر والملح بالملح مثلاً بمثلٍ سواء بسواء يدا بيد، فإذا اختلفت هذه الأصناف فبيعوا إذا شئتم إذا كان يدا بيد- وما رواه أبو سعيد الخدرى رضي الله عنه عن الرسول صلي الله عليه وسلم أنه قال: لاتبيعوا الذهب بالذهب إلا مثلاً بمثل، ولا تشفعوا بعضها على بعض، ولا

تبيعوا الورق بالورق إلا مثلاً بمثلٍ ولا تشفعوا بعضها على بعضٍ، ولا تبيعوا منها غائباً بناجز وما رواه أبوبكرة رضي الله عنه قال: نهى رسول الله صلي الله عليه وسلم عن الفضة بالفضة والذهب بالذهب إلاسواء بسواء، وأمرنا أن نشترى الفضة بالذهب كيف شئنا، ونشترى الذهب بالفضة كيف شئنا- وما روى عن عمر بن الخطاب رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الذهب بالورق رباً إلا هاء وهاء- وعن أ بى هريرة رضى الله عنه أن رسول الله صلي الله عليه وسلم قال :الدينار بالدينار لا فضل بينهما والدرهم بالدرهم لا فضل بينهما [15].

ترجمہ: بدلین پر افتراق سے پہلے قبضہ کرنا ضروری ہے ،آپ ﷺ کی مشہور احادیث کی وجہ سے ایک ہی جنس ہو نے کی وجہ سے بیع صرف کا معاملہ کرنے کے وقت مماثلت اورقبضہ ضروری ہے ۔خیارِ شرط اور ادھار دونوں جائز نہیں ہیں۔

علامہ ابنِ نجیم صرف کے شرائط کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وہ چار ہیں:

الأول قبض البدلين قبل الافتراق بالأبدان، والثانى أن يكون باتا لاخيار فيه فإن شرط فيه خيار وأبطله صاحبه قبل التفرق صح وبعده لا، وأما خيار العيب فثابت فيه، وأما خيار الرؤية فثابت فى العين دون الدين، إذا رده بعيب انفسخ العقد سواء رده فى المجلس أو بعده وإن كان دينا فردها فى المجلس لم ينفسخ، فإذا رد بدله بقى الصرف وإن رد بعد الافتراق بطل، الثالث أن لا يكون بدل الصرف مؤجلاً فإن أ بطل صاحب الأجل الأجل قبل التفرق ونقد ما عليه ثم افترقا عن قبض من الجانبين انقلب جائزا وبعد التفرق لا، الرابع التساوى فى الوزن إن كان المعقود عليه من جنس واحد فإن تبايعا ذبا بذهب أو فضة بفضة مجازفة لم يجز فإن علما التساوى فى المجلس وتفرقا عن قبض صح، وكذا لو اقتسما الجنس مجازفة لم يجز إلا إذا علم التساوى فى المجلس لأن القسمة كالبيع ...الخ [16].

ترجمہ:بیع صرف کی چار شرائط ہیں:پہلی شرط :جسماً مجلس سے اٹھنے سے پہلے بدلین پر قبضہ ضروری ہے۔ دوسری شرط: بیع یقینی ہو اس میں کوئی اختیا ر نہ ہو ۔ عاقدین میں سے کسی ایک نے جدا ہو نے سے پہلے بیع صرف کو ختم کردیا تو بیع صرف ختم ہو جائیگی اور اگر جدا ہونے کے بعد بیع صرف ختم کی تو اس صورت میں بیع ختم نہ ہو گی ،لیکن خیارِ رؤیت اعیان میں تو معتبر ہو گا اس عین میں اگر عیب پا ئی گئی اور اس وجہ سے واپس کیا تو بیع صرف ختم ہو جائیگی، چاہے وہ چیز مجلس میں واپس کی جائے یا بعد میں ۔اگر مبیع دین ہو اور عیب کی وجہ سے مجلس میں واپس کی گئی تو بیع صرف ختم نہ ہو گی ۔ تیسری شرط: اس میں ادھار منع ہے ۔ چوتھی شرط: وزن میں برابر ہو۔

علامہ حصکفیؒ بیع صرف کی شرائط کے بارے میں لکھتے ہیں:

ويشترط عدم التأجيل والخيار والتماثل أى التساوى وزناً والتقابض بالبراجم لا بالتخلية قبل الافتراق وهو شرط بقائه صحيحاً على الصحيح [17].

ترجمہ: اس میں یعنی بیع صرف میں چار شرائط ہیں: اول: بیع صرف میں ادھار نہ ہو ۔ دوئم: خیار نہ ہو۔سوئم: وزناًمماثلت اور برابری ہو۔چہارم: دونوں بدلین پر" تقابض فی المجلس" ہو۔

صاحبِ ہدایہ بیع صرف کی شرائط کے بارے میں لکھتے ہیں:

ولابد من قبض العوضين قبل الافتراق لما روينا ولقول عمر رضي الله عنه: وإن استنظرک أن يدخل بيته فلا تنظره، ولأنه لابد من قبض أحدهما ليخرج العقد عن الكالئ باالكالئ ثم لابد من قبض الآخر تحقيقا للمساواة فلا يتحقق الربا....الخ.[18]

ترجمہ: بیع صرف میں مجلس ختم ہونے سے پہلے عوضین پر قبضہ کر نا ضروری ہے ،جیسا کہ حضرت عمرؓ کی حدیث کہ بیع صرف کے وقت کوئی آپ سے گھر میں داخل ہو نے کی مہلت مانگے تو اتنی مہلت بھی کسی کو مت دو،اس وجہ سے دو بدلین میں سے کسی ایک پر قبضہ کر نا ضروری ہے ،تاکہ عقد بیع الکالی بالکالی سے نکل جائے۔ برابری پیدا کرنے کیلئے کسی ایک بدل پر قبضہ کرنا ضروری ہے تا کہ سود اس میں نہ پائی جائے۔

علامہ عبد الو ھاب المالکی التلقين فی الفقه المالكی میں لکھتے ہیں :

ويجوز اقتضاء الذهب من الورق والورث من الذهب إذا حلا وتطارحا صرفاً ولا يجوز فی الذهب بالذهب ولا الفضة بالفضة أن يكون مع أحدهما يره قليلاً كان أو كثيراً- وكذلک كل جنس فيه الربا فلا يجوز إذا بيع بجنسه أن يكون مع الجنسين أو مع أحدهما غيره كان ذلک الغير مما فيه الربا أو مما لا ربا فيه ولا يجوز دينا ذهب عال ودينار دون بدينارين ويجوز وسط بدل الدينار الناقص بالوزن علی وجه المعروف والرفق يدا بيد[19].

اثمان میں خلافِ جنس کی صورت میں جس طرح چا ہو بیع درست ہے ،لیکن ایک جنس ہونے کی صورت میں چاہے قلیل مقدار ہو یا کثیر دونوں صورتوں بیع صرف ربا پائے جانے کی وجہ سے ناجائز ہو گی ،اسلئے بیع صرف میں معاملہ ہاتھوں ہاتھ کرنا ضروری ہے ۔

مفتی تقی عثمانی صرف کے شرائط کے بارے میں لکھتے ہیں،

ويجب التقابض فی المجلس لكونه صرفاً يجب أن يكون التقابض فی الصرف بالقبض الحسی، ولا تنوب عنه التخلية،كما تنوب عنه فی غير الصرف- لا يجوز خيار الشرط فی الصرف[20].

ترجمہ:بیعِ صرف ہونے کی بناء پر مجلس میں قبضہ حسی کرنا ضروری ہے۔تخلیہ کو اس کا قائم مقام نہیں بنایا جا سکتا ہے جس طرح دوسری بیوعات میں ہوتاہے۔اور خیار بھی بیعِ صرف میں جائز نہیں ہے۔

کاغذی نوٹ میں صرف کا حکم

النقود الورقية لا يجوز مبادلتها بالتفاضل أو النسيئة فی جنس واحد، فلا يجوز بيع ربية واحدة بربيتين، أو بيع ربية بربية مؤجلة فإنه رباً- أما إذا ختلف جنسهما مثل أن تباع الربيات الباكستانية بالريالات السعودية فيجوز فيها التفاضل، ويجوز فيه النسيئة بشرط أن يقبض أحد العاقدين ما اشتراه وإن كا ن الآخر مؤجلاً، وبشرط أن يكون التبادل بسعرِ يوم العقد.دارالسلام ودار الحرب سواء فی حرمة الربوا۔[21]

ترجمہ:ایک ہی جنس کی کرنسی کا تبادلہ کمی بیشی کے ساتھ جائز نہیں ہے ،البتہ اگر مختلف الاجناس کی کرنسی ہے تو پھر اس صورت میں کمی بیشی کے ساتھ تبادلہ کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے ،مثلاً پاکستانی روپیہ ہو اور سعودی کے ریال کے ساتھ کمی بیشی کے ساتھ بیچنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور بیچنے کی صورت میں اگر متعاقدین میں سے کسی ایک نے ایک طرفہ قبضہ کر لیا تو اس میں ادھار بیچنے میں تبادلے کے دن کی قیمت مقرر کرکے بیچنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

قبضہ و ملکیت میں آنے سے پہلے کوئی بھی معاملہ درست نہیں ہو سکتا ہے اس لیے قبضہ کی حقیقت کو مندرجہ ذیل میں بیان کیا جا رہا ہے۔اور قبضہ کی حقیت جاننا اسلئے بھی ضروری ہے کہ صرف میں قبضہ کئے بغیر عاقدین جدا ہوگئے تو معاملہ کا سود کی طرف جانا کا بھی امکان ہے۔

عصرِ حاضر میں کارڈز کے ذریعے لین دَین کی صورت میں "بیع صرف" اور اس کی عملی تطبیق

علامہ خالد سیف اللہ رحمانی صاحب لکھتے ہیں کہ بیرونِ ملک کارڈ سے استفادہ کرنے کی صورت میں کارڈ ہولڈر مقامی کرنسی میں تاجر وغیرہ سے معاملہ کرتا ہے ،اس کو بینک اداکرتا ہے اور عالمی کارڈ کا ادارہ ڈالر میں رقم وصول کرتا ہے ، اس طرح یہ ایک کرنسی کی دوسری کرنسی سے خریدوفروخت ہوئی ، جس کو" بیع صرف" کہتے ہیں[22] -

حواشی وحوالہ جات

۱۔الزحیلی،ڈاکٹر وہبۃ،مکتبہ حقانیہ پشاور،الفقہ الاسلامی وادلتہ ۳۶۵۹/۵

۲۔السمرقندی، محمد بن احمد بن احمد ابو بکر علاء الدین(المتوفی: ٥٤٠ھ)بیروت لبنانالطبعۃالثانیۃ١٤١٤ھ،١٤٩٤م، تحفۃ الفقہاء۱/۲۷

۳۔الحصکفی، محمد بن علی بن محمد الحصنی المعروف بعلاء الدین(المتوفی:١٠٨٨ھ) دارالکتب العلمیۃالطبعۃالأولی ١٤٢٣ھ ٢٠٠٢م،الدرالمختار۱/۴۴۶

۴۔الکاسانی، علاء الدین ابو بکر بن مسعود بن احمد (المتوفی:٥٨٧ھ) دارالکتب العلمیۃالطبعۃالثانیۃ١٤٠٦ھ ١٩٨٦م،بدائع الصنائع۵/۲۱۵

۵۔المرغینانی، علی بن ابی بکر بن عبد الجلیل(المتوفی:٥٩٣ھ)داراحیاء التراث العربی بیروت لبنان،الہدایۃفی شرح البدایۃالمبتدی۶/۸۱،۲۶۱

۶۔زین الدین بن ابراہیم بن محمد(المتوفی:٩٧٠ھ)دارالکتاب الاسلامی،البحرالرائق شرح کنزالدقائق۶/۲۱۰

۷۔عثمانی، مفتی محمد تقی،مکتبہ معارف القرآن کراچی پاکستان،فقہ البیوع۱/۱۱۷۵

۸۔الشربینی، شمس الدین محمد بن احمد الخطیب(المتوفی: ٩٧٧ھ) دارالکتب العلمیۃالطبعۃالالی،١٤١٥ھ ١٩٩٤م، مغنی المحتاج۲/۳۶۸

۹۔الزحیلی،ڈاکٹر وہبۃ،مکتبہ حقانیہ پشاور،الفقہ الاسلامی وادلتہ ۵/۳۶۶۰

۱۰۔السغدی،ابوالحسن علی بن الحسین بن محمد(المتوفی: ٤٦١ھ) دارالفرقان بیروت لبنان،الطبعۃ الثانیۃ١٩٨٤م ١٤٠٤ھ،النتف فی الفتاوی۱/۴۹۲

۱۱۔الزحیلی،ڈاکٹر وہبۃ،مکتبہ حقانیہ پشاور،الفقہ الاسلامی وادلتہ ۵/۳۶۶۰

۱۲۔ السغدی، ابو الحسن علی بن الحسین بن محمد (المتوفی: ٤٦١ھ)دار الفرقان / مؤسسۃ الرسالۃ - عمان الأردن / بیروت ، لبنان،الطبعۃ: الثانیۃ، ١٩٨٤م۔١٤٠٤ھ،النتف فی الفتاوی۱/٤٩٢

۱۳۔الزحیلی،ڈاکٹر وہبۃ،مکتبہ حقانیہ، پشاور،الفقہ الاسلامی وادلتہ ۵/ ٣٦٦٠

۱۴۔الزحیلی، ڈاکٹر وہبۃ، مکتبہ حقانیہ، پشاور، الفقہ الاسلامی وادلتہ ۵/ ۳٦٦٠، ۳٦۱

۱۵۔السالوس، علی احمد، دار الثقافۃ الدوحۃ، مؤسسۃ العیان للطباعۃ والنشر والتوزیع، الاقتصاد الاسلامی والقضایا الفقھیۃ المعاصرۃ ٥٠٣، ٥٠٤

۱٦۔ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم بن محمد (المتوفی: ٩٧٠ھ) دار لکتاب الاسلامی، البحر الرائق شرح کنز الدقائق ۲۰۹/٦

۱۷۔الحصکفی، محمد بن علی بن محمد الحصنی المعروف بعلاء الدین (المتوفی: ١٠٨٨ھ) دار الکتب العلمیۃ ١٤٢٣ھ ٢٠٠٢م، الدر المختار ۴۴٦/۱

۱۸۔المرغینانی، علی بن ابی بکر بن عبد الجلیل الفرغانی (المتوفی: ٥٩٣ھ) دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان، الھدایۃ فی شرح البدایۃ المبتدی ۸۱/۳

۱۹۔الثعلبی، ابو محمد عبد الوھاب بن علی بن نصر (المتوفی: ٤٢٢ھ) دار الکتب العلمیۃ، الطبعۃ: الأولی ١٤٢٥ھ/ ٢٠٠٤م، التلقین فی الفقہ المالکی ۱۴۹/۲

۲۰۔العثمانی، محمد تقی، مکتبہ معارف القرآن کراچی پاکستان، فقہ البیوع ۱۱۷۵/۲، ۱۱۷٦

۲۱۔العثمانی، محمد تقی، مکتبہ معارف القرآن کراچی پاکستان، فقہ البیوع ۱۱۷۵/۲، ۱۱۷٦

۲۲۔رحمانی، مولانا خالد سیف اللہ۔ جدید مالیاتی ادارے فقہ کی روشنی میں، ص: ٣٦۔ ناشر: کتب خانہ نعیمیہ دیوبند، سہارنپور، یوپی